Digitized by Khilafat Library Rabwah.

هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ

نمبر دویم رسالہ جلد دوم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمین رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب

بانی مدرسہ دیوبند نے بجواب استفتاء مسائل

عشرہ مشتہرہ انیس مئی ۱۸۷۷ء تالیف کیا

اور خلاف واقع اپنی شاگرد محمود حسن

صاحب کے نام سے شائع کرایا

منجانب مع لوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری مدظلہ

۳۰ صفر ۱۲۹۶ھ ۲۲ فروری ۱۸۷۹ء

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

(۴) حدیث نقض وضو بمس شرمگاہ

(۵) حدیث رفعیدین بوقت رکوع

(۶) حدیث جہر بسم اللہ

اِنکے سوا احادیث ذیل بھی اسکی مثالین ہین

(۷) حدیث وجوب قرءۃ فاتحہ نماز مین جسکو آئت فاقرء واما تیسر سے رد کرتے ہین

(۸) حدیث قراءۃ فاتحہ بحق مقتدی جسکو آیت واذا قرء القران فاستمعوا سے رد کرتے ہین - اور اُسکے رد مین ہمارے مولانا مخاطب بھی اپنے اسلاف کی شریک ہین - چنانچہ بجواب سوال چہارم اس ایت سے لپٹے ہین

(۹) حدیث جہر بالتامین جسکو آئت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ سے رد کرتے ہین اور ہمارے مولانا مخاطب اسکے رد مین یہ حدیث لاے ہین انکم لا تدعون اصم ولا غائبا یعنے تم کسی بہرے اور غائب کو تو نہین پکارتے کہ آمین بلند کہتے ہو

(۱۰) حدیث وجوب طمانیت رکوع و سجود مین جسکو آیت فارکعوا واسجدوا سے رد کرتے ہین

(۱۱) حدیث ولی کے سواے نکاح نہونے کی جسکو راوی کے خلاف ونسیان سے رد کرتے ہین

(۱۲) حدیث جنازہ علی الغائب جسکو آیہ صل علیہم ان صلوتک سکن لہم سے رد کرتے ہین

اسکے نظائر اور ہزارون ہین پر سر دست اسیقدر پر اکتفار کرتا ہون تاکہ گیارہ ان دس گیارہ کی عوض مین ہو جاوین جنسے انکار کا اندیشہ دماغ عالی مین ہماری نسبت سمایا ہی اور لدینا مزید کی دہمکی علاوہ بران رہی اگر کسیکو اور بھی تمثیلات دیکھنے کا شوق ہی تو وہ کتاب اعلام الموقعین امام ابن القیم کا مطالعہ کری اسمین ساٹھ سنی زیادہ اسکی تمثیلات ذکر کی ہین - وہ کتاب میسر نہو تو جنہ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنہ ہی کو دیکھے - وہ

(124)

وہ بھی نہ ملے تو ہمارا ضمیمہ سفیر ہند نمبر (۱۱) مطبوعہ نومبر ۷۷ء کو ملاحظہ مین لاوے بعض تمثیلات اُسمین سے اِسمین بھی منقول ہین یہ تو آپکے مذہب و روش کا بیان ہے۔ اور اسبات کا ثبوت کہ جو بات آپ ہماری نسبت فرض و تجویز کرتے ہین۔ وہ جناب مین دم نقد موجود ہے

اب رہا اسکا رد و ابطال سو بطور تفصیل اسمقام مین اور مولانا کے خطاب مین ضروری نہین ہے۔ اسلئے کہ ابہی تو آپ اسبات کو ہماری طرف منسوب کرتے ہین۔ اور اپنی برارت اِسسے جتلا رہی ہین

آیندہ اگر آپ اس مذہب کے ملتزم ہوئے اور اُن عبارات و استدلالات کی صحت کے مدعی ہین۔ تو اولا آپ خود ہی اپنی خیال و اندیشہ کے مکذب ہونگے۔ اور ہمکو منکر بناتے بناتے آپ منکر بنین گے۔ پہر ہم بھی کچھ ہاتھ دکھلائینگے۔ اور ان عبارات و استدلالات کے ایک ایک فقرہ کا رد شہرہ آفاق کرینگے۔ سر دست اگر ہم اسکی تفصیلی رد کے درپے ہوتے ہین تو یہ احتمال مانع ہوتا ہے کہ شائد مولانا ان عبارات و استدلالات سی اپنی برارت و انکار ظاہر کرین۔ اور ہماری طرح ان سب کو مردود و باطل مان لین اور اُلٹا ہمکو یہ الزام دین کہ توضیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرار موجود ہے۔ چنانچہ یہ فقرہ پہلے آپ کی قلم سے بصفحہ (۳۱) رسالہ کے نقل ہو چکا ہی اس صورت مین ہمارا **فیر خالی** جائیگا اور **صید مطلوب** ہاتھ نہ آئیگا۔ اسی نظر سے ہمنے اُن عبارات کو فقط نقل ہی کر دیا ہے۔ اور بجز ایک دو موقع فاحش غلطیونکے کہین تعرض بابطال نہین کیا۔ ورنہ ہم تو ان عبارات کے ایک فقرہ کو بھی صحیح نہین جانتے۔ اور کسی اصل کو اصول مذکورہ سے خالی از بطلان نہین سمجھتے۔

ہان جملہ اصول کا ابطال بوجہ اجمال یا بعض **فروع کی تفصیل** بطور تمثیل لوازم محمدیت و ضروریات حمیت سنت سی ہی گو مولانا اس مذہب کے ملتزم نہون۔ اور نہ انپر الزام عاید ہو سکے۔ سو کچھہ اسی تحریر مین قبل بیان مذہب مخاطب بنقل عبارت طرق حکمیہ

ہو چکا ہی۔ اور کچھہ اخبار غیر ہند کے ضمیمجات
مین ہو چکا ہی

ضمیمہ نمبر (۲) مطبوعہ گست ۱۸۹۷ء مین اس
اصل کا ابطال ہی کہ حدیث راوی غیر فقیہ کے
خلاف قیاس مقبول نہین

ضمیمہ نمبر (۵) و (۶) مطبوعہ ستمبر ۱۸۹۷ء مین
اس فرع کا ابطال ہی کہ حدیث آمین بالجہر
آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ کی مخالف
ہی اسلئے مقبول نہین

صمائم نمبر (۱۲) سے (۱۶) تک اصول ذیل
کے ابطال مین ہین

(۱) عام قرآن قطعی ہی
(۲) عموم قرآن کی تخصیص خبر واحد سے جائز نہین
(۳) جمع وتطبیق ہی ترجیح مقدم ہی
اور اس فرع کے ابطال مین کہ قرءہ فاتحہ خلف
الامام ایت اذا قرء القران کے مخالف ہی
اور کچھہ ماحضر جدید جو بحکم کل جدید لذیذ
لطف سے خالی نہین۔ حمایت ونصرت حدیث
قضا رشاہد مع الیمین مین (جسکو یہ حضرات
قرآن وحدیث مشہور کے معارض سمجھکر رد
کرتے ہین) اور پیش کیا جاتا ہی

حاشیہ

نقض ان مقدمات کی کہ راوی
زیادہ صحیح ہی اگر غیر فقیہ ہو
انصاف کیجئے کہ حدیث
حدیث کے مخالف ہی
حدیث کی مخالف ہی
انصاف کیجئے کہ حدیث
انکے مخالف ہی
نقض اصول ذیل
الاسلام

متن

روی **مسلم** فی صحیحہ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم قضی بیمین وشاہد

قال النووی فی الشرح قال جمہور علماء الاسلام من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من علماء الامصار یقضی بشاہد ویمین فی الاموال وما یقصد بہ

وبہ قال ابوبکر الصدیق وعلی و

ترجمہ

مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس رض سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت نے بہین مدعی اور ایک گواہ سے بحق مدعی فیصلہ کیا۔

امام نووی نے اسکی شرح مین کہا ہی۔ جمہور علماء صحابہ وتابعین اور پچھلے علماء امصار یہی کہتے ہین کہ ایک گواہ اور قسم مدعی سے مالی مقدمات مین فیصلہ کیا جاوے

یہی قول ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم قضی

وعمر بن عبد العزیز ومالک والشافعی (علیہ السلام) وعمر بن عبد العزیز ومالک وشافعی واحمد واحمد وفقہاء المدینۃ وسائر علماء الحجاز (مجتہدین مدینہ تمام علماء ملک حجاز وغیرہ بلاد کا)

وحجتہم انہ جاء ت احادیث کثیرۃ فی ھذہ المسئلۃ من روایۃ علی وابن عباس وزید بن ثابت وجابر وابی ھریرۃ وعمارۃ بن خزیمۃ وسعد بن عبادۃ وعبد اللہ بن عمرو بن العاص والمغیرۃ بن شعبۃ قال قال عبد البر لا مطعن لاحد فی اسنادہ قال ولا خلاف بین اھل المعرفۃ فی صحتہ قال القسطلانی فی شرح البخاری وقد اجاب الملمانی الشافعی عن الآیۃ کما فی المعرفۃ بان الیمین مع الشاھد لا تخالف من ظاھر القرآن شیئا

انکی دستاویز یہ ہے کہ اس مسئلہ مین حدیثین وارد ہین حضرت علی وابن عباس وزید وجابر وابوہریرہ وعمارہ وسعد وعبد اللہ بن عمرو وغیرہ سے حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ حدیث ابن عباس سب احادیث سے صحیح تر ہے **ابن عبد البر** نے کہا ہے کہ اسکی اسناد مین کسیکو طعن نہین اور نہ کسی جاننے والے کو اسکی صحت مین اختلاف ہے **قسطلانی** نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ امام شافعی نے اس آیۃ کا (جس سے اس حدیث کے رد کرنے والے استدلال کرتے ہین) یہ جواب دیا ہے چنانچہ (کتاب) معرفت مین ذکر کیا ہے کہ یمین باشاہد ظاہر قرآن کے کچھ مخالف نہین اسلئے کہ ہم دو گواہ مرد اور ایک گواہ مرد اور دو عورتون سے بلا یمین بھی حکم کرتے ہین (جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے) اور اگر ایک گواہ ہو تو ایک گواہ سے مع یمین مدعی بحکم حدیث فیصلہ کرتے ہین اور یہ امر خلاف ظاہر قرآن نہین ہے۔ ظاہر قرآن مین خدا نے دو گواہ سے اقل پر فیصلہ کرنے کو حرام نہین کیا۔ اور آنحضرت صلعم (جنہون نے ایک گواہ و یمین مدعی پر فیصلہ تجویز کیا ہے)

لانا نحکم بشاھدین وشاھد و امرءتین والایمین

واذا کان شاھد حکمنا شاھد ویمین بالسنۃ

وھذا لیس یخالف ظاھر القران لانہ لم یحرم اقل مما نص علیہ فی کتابہ۔ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بما اراد اللہ عزوجل

وقد امرنا الله تعالى ان ناخذ ما آتانا
به و ننتهي عما نهانا عنه

اللہ کے مراد خوب جانتے - اور اللہ نے ہمکو یہ حکم دیا ہے
کہ آنحضرت نے جو کچھ ہمکو دین ہم لے لین اور جس سے
ہٹا دین اُس سے ہٹ جاوین

وقال الحافظ ابن القيم في الطرق
الحكمية بعد تخريج الحديث بطرق
كثيرة من مصنفات عديدة و
توثيق رجاله و تصحيح اسناده و نقل
الجواب المذكور عن الشافعي رح
قلت و ليس في القرآن ما يقتضي
انه لا يحكم الا بالشاهدين و شاهد
و امرءتين فان الله سبحانه انما امر
بذلك اصحاب الحقوق ان يحفظوا
حقوقهم بهذا النصاب و لم يأمر بذلك
الحكام ان يحكموا به فضلا عن ان يكون
و لهذا يحكم الحاكم بالنكول و اليمين
المردودة و المرءة الواحدة و النساء
المنفردات كالرجل معهن و مع اقل
القمط و وجوه الا جر و غير ذلك
من طرق الحكم التي لم تذكر في
القرآن

حافظ ابن القیم نے (کتاب) طرق حکمیہ
مین حدیث مذکور کو کئی سندون سے کئی کتابون
سے بیان کرنے اور اسکے راویون کی توثیق کرنے
اور اُسکی اسناد کی تصحیح کرنیکے بعد امام شافعی سے
جواب (جو اوپر ذکر ہوا) نقل کرکے کہا ہے کہ قرآن
مین یہ حکم نہین کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کے
سوا ہی حکم ہی نہ کیا جاوے اللہ تعالے نے تو اہل
حقوق کو حکم دیا ہے کہ تم ایسی شہادت اپنے حقوق
پر گذار رکھو - حاکمون کو نہین کہا کہ ایسے شہادت پر
فیصلہ کر دیجائے کہ یہ کہا ہو کہ اس سے کم پر
فیصلہ نکرو -

یہی وجہ ہے کہ حکام وقت نکول (انکار مدعی علیہ کا
قسم سے) پر فیصلہ کرتے ہین اور یمین مردود (جو مدعی
علیہ کے نکول سے مدعی کو قسم دیجاتی ہے) اور
اکیلی عورت (دایہ وغیرہ) کے شہادت پر اور کئی
عورتون کے بیان پر جنمین کوئی مرد نہو اور (چھپر کی)
رسیون کی گرہون اور دیوار کی اینٹون کے رخ پر
ایسے ہی اور صورتین فیصلون کی جو قرآن مجید مین مذکور نہین

(126)

فان كان الحكم بالشاهد واليمين مخالفا لكتاب الله فهذه اشد مخالفة لكتاب الله

وان لم يكن هذه الاشياء مخالفة للقرآن وطرق الحكم شتى وطرق حفظ الحقوق شتى - وليس بينهما تلازم فتحفظ الحقوق بما لا يحكم به الحاكم مما يعلم صاحب الحق انه يحفظ به وحكم الحاكم بما لا يحفظ به صاحب الحق - ولا خطر على باله من نكول ورد يمين وغير ذلك

والقضاء بالشاهد واليمين مما اراه الله لنبيه صلى الله عليه وسلم فانه سبحانه قال انا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله وقد حكم بالشاهد واليمين فهو ما اراه الله قطعا

سو اگر فیصلہ بشاہد مع یمین کتاب اللہ کے مخالف ہے تو یہ سب صورتین اس سے بڑہکر مخالف ہین (باوجود اسکے ان سبہ پر (سوای یمین رد کے) حضرات حنفیہ کا عمل ہی چنانچہ عنقریب شہادت عبارات کتب ان حضرات کے اُسپر آتی ہی) اور اگر یہ چیزین مخالف قرآن نہین ہین - بلکہ فیصلہ کی کئی صورتین ہین - اور محافظت حقوق کے لئے مختلف راہین - جنمین آپسمین ملازمت نہین (کہ جہان ایک ہو دوسرے بہی ہو) تو چاہئی کہ لوگ اپنی حقوق کے حفاظت کے لئے وہ صورتین لگا رکہین جو اپنی علم مین محافظ حق جانتی ہون گو حکام انپر فیصلہ نکرین - اور حکام ان صورتون سے فیصلہ کرین جنکو صاحب حقوق جانتے بھی نہون اور نہ انکے دل مین کبھی گذرے ہون - جیسے نکول (جسکے حنفی قائل ہین) یا رد یمین (جسکے شافعی قائل ہین) -

اور فیصلہ بشاہد و یمین وہ چیز ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت کو سوجھایا ہی - چنانچہ اللہ تعالے نے کہا ہی (ای نبی) ہمنے تیری طرف حق کے ساتہہ کتاب اسلئے اُتاری ہی تاکہ تو لوگونمین فیصلہ کرے اس طریق سے جو اللہ نے تجھے سوجہایا ہی - اور (جب) آنحضرت صلعم نے بشاہد و یمین

ومن العجائب رد الشاهد واليمين والحكم بمجرد النكول الذي هو سكوت ولا ينسب الى ساكت قول

فیصلہ کیا ہی تو یہ یقیناً اللہ تعالے کا سوجہایا ہوا ہی اور بڑی عجب بات ہی کہ فیصلہ بشاہد ویمین تو رد ہو اور نکول (جو محض سکوت ہوتا ہی - اور اسمین سکوت کنندہ کیطرف کوئی بات منسوب نہین کی جاسکتی) مقبول

مترجم کہتا ہی حنفیہ کے نزدیک محض سکوت سے بھی نکول ثابت ہوتا ہی جیسے صریح انکار سے - چنانچہ شرح وقایہ مین ہی بصفحہ (۲۶۳) ھ فان نکل مرۃ ش ای قال لا احلف او سکت بلا آفۃ وقضی بالنکول صح - حاشیہ

والحکم لمدعی الحائط اذا کانت الیہ الدواخل والخوارج وھو الصحاح من الاجرا والیہ معاقد القمط کما یقولہ ابو یوسف

اور نیز عجائبات سے ہے - شاہد ویمین کو رد کرنا اور مدعی دیوار یا چہپر کو جب اُسکیطرف کو دروازے یا کھڑکیان ثابت اینٹون سے نکلی ہوئی ہون یا اُسکی طرف رسیونکی گرہین ہون فیصلہ دینا چنانچہ امام ابو یوسف قائل ہین

فاین ھذا من شاھد العدل المبرز فی العدالۃ التی یکاد یحصل العلم بشھادتہ اذا انضاف الیھا یمین المدعی

سو کہان یہ اور کہان ایک شاہد عادل کھلی عدالت والہ - جسکی عدالت کی سبب شہادت سے یقین حاصل ہو سکتا ہے - جب اُسکی ساتہہ مدعی کی قسم بھی شامل ہو

واین الحکم بلحوق النسب بمجرد العقد وان علمنا قطعا ان الرجل لم یصل الی المرءۃ من الحکم بالشاھد والیمین

اور کہان یہ حکم کہ مجرد نکاح ہو جانے سے کسی مرد اور عورت کے اگر بچہ پیدا ہو تو وہ ناکح کا بیٹا ہی - اگرچہ ناکح کا منکوحہ کے پاس نجانا یقیناً معلوم

(127)

ہو - اور کہان حکم بشاہد و یمین

مترجم کہتا ہی ان حضرات کی درمختار مطبوعہ دہلی کے ص ۲۶۵ مین لکھا ہے -
قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما مسافۃ سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ

ترجمہ - ہمارے (حنفیہ) علماء نے نکاح بلا مجامعت کو ثبوت نسب کیواسطے کافی سمجھا ہی جیسے کسی نے مغرب مین کسی عورت سی جو مشرق مین ہی نکاح کیا اسمین اُسمین ایکسال کا راستہ ہی (اسلئے دونو کا وصال نہوا) اور عورت نے شروع نکاح سے چھٹے مہینے بچہ جنا تو وہ بچہ اُسی خاوند کا ہوگا - کیونکہ یہان ناکح کی کرامت متصور ہی - کہ برس کی راہ ایک دن مین طی کر کے عورت کے پاس چلا گیا ہو - ناظرین باانصاف ان حضرات کے فہم وانصاف کو ملاحظہ فرماوین - اور اگر شیخ چلّی کے خیالات وانکی تجویزات مین کچھ فرق پاوین تو اُس سے ہمکو آگاہ کرین - طی کرنا مسافت ایکسال کا ایکدن مین گو کرامۃً جائز ہے - وعقلاً ممکن - ولیکن کرامت غیر نبی وامکان عقلی احکام شرعیہ وامور واقعیہ کے مناط نہین ہو سکتے - یہ ہو تو صدہا احکام شرعیہ واقعیہ درہم برہم ہو جاوین - اور حدود و قصاص ونکاح وغیرہ معاملات بالکل معطل ٹہیرین ۱۲ حاشیہ

واین الحکم بشہادۃ مجہولین لا یعرف حالہما من الحکم بالشاہد العدل المبرز الثقۃ مع یمین الطالب	اور کہان فیصلہ بشہادت دو مجہول شخصون کے جنکا حال معلوم نہو اور کہان فیصلہ بشہادت عادل ظاہر معہ یمین مدعی
واین الحکم لمدعی الحائط بینہ وبین جارہ یکون علیہ ثلثۃ جذوع من الحکم	اور کہان فیصلہ بحق مدعی دیوار جسمین مدعی اور اُسکا ہمسایہ دعویدار ہون اور مدعی کی اُسپر تین

بالشاهد واليمين

ومعلوم ان الشاهد العدل واليمين اقوى فى الدلالة والبينة من تلوثه جذوع على الحائط الذى ادعاه فاذا اقام جارة شاهدا وحلف معه كان ذلك اقوى من شهادة الخارج وهذا شان كل من خالف سنة صحيحة معارض بما يظنه معارضا لها لا بد ان يقول قولا يبطل القول بتلك السنة

ثم ذكر ابن القيم ما نسب الى الانكار من الخلاف فى ذلك والجواب عنه ونقل عن ابى عبد الله الحاكم تصحيح الحديث وتوثيق راويه سيف بن سليمان وعن ابى بكر قضاء على بذلك - ثم قال

قال ابو عبد الله رحمهم الله يقضون فى مواضع بغير شهادة شاهد فى مثل رجل اكترى من رجل دارا فوجد صاحب الدار فى الدار شيئا فقال هذا الى وقال الساكن هو لى

ومثل رجل اكترى من رجل دارا فوجد فيها

شہتیر ان رکھی ہوں اور کہان فیصلہ شاہد و یمین ظاہر ہے کہ شاہد عادل معہ یمین دلالت و بیان مین تین شہتیر دنسے زیادہ قوت رکھتا ہی

پس اگر ہمسایہ ایک گواہ قائم کر دے اور خود قسم کھالے - تو یہ امر شہتیر دیکھی شہادت سے قوی ہوگا ایسا ہی مثال ہی ہر مخالف سنت صحیحہ کا جسکے معارض دوسری سنت نہین کر وہ ضرور ایسی ہی بات کہتا ہوگا جس سے سنت بدرجہا قوی ہوگی

پھر **ابن القیم** نے امام بخاری کا اسباب یمین خلاف (جسکو لوگ انکی طرف نسبت کرتے ہین) اور اسکا جواب ذکر کیا - اور ابو عبد اللہ حاکم (امام محدث) سے حدیث کی صحت اور اسکی راوی سیف بن سلیمان کی توثیق نقل کی - اور ابو بکر (محدث) سے حضرت علی رض کا فیصلہ موافق اسکے نقل کیا - پھر کہا

امام ابو عبد اللہ (حاکم) نے فرمایا ہی یہ لوگ (جو منکر حدیث شاہد مع الیمین ہین) بہت جگہہ شہادت کے سوائے ہی فیصلہ کرتے ہین (یعنی وہان ایک شاہد کی شہادت بھی نہین لیتے) جیسے کسی نے ایک گھر کرایہ لیا - اسمین گھر کے مالک نے کچھ پایا اور کہا کہ یہ ہمارا ہے - کرایہ دار نے کہا کہ ہمارا یا مثلاً کسینی کسیکا گھر کرایہ لیا - اور اسمین کئی چیزین

* حدیث یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی شہتیر والی گواہ عادل کی قوت کی سمجھا جاوے کہ ان کی نسبت لکھی جاوے کہ حضرت کا قول نقل کیا ہی

دفون فقال ساکنها هی لی - وقال صاحب الدار هی لی

فقیل لمن یکون فقال هذا کله لصاحب الدار

وقال ابو طالب سئل ابو عبد الله عن شهادة الرجل ویمین صاحب الحق فقال هم یقولون لا یجوز شهادة رجل واحد ویمین وهم یجیزون شهادة المرءة الواحدة ویجیزون الحکم بغیر شهادة

قلت مثل ایش قال مثل الخص اذا ادعاه رجلان یعطونه للذی القمط مما یلیه

وفی الحائط اذا ادعاه رجلان نظروا الی البنیة فقضوا به لاحدهما بالبنیة

مدفون ملین - کرایہ دار نے کہا کہ وہ میری چیزین ہین اور گھر والے نے کہا میری ہین

کسی نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ انکی نزدیک وہ کسکے چیزین ہونگی - فرمایا سبھی گھر والہ کی (یعنی یہان نہ ایک گواہ لیا نہ دو - اور بحق مدعی فیصلہ کیا اور مخالفت قرآن کا خیال نہ کیا پہر حدیث فیصلہ بشاہد و یمین مین کیا قصور دیکھا

ابو طالب نے کہا کہ امام ابو عبد اللہ سی کسینی ایک گواہ کی شہادت اور مدعی کی قسم کا مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ وہ لوگ (منکرین) تو کہتی ہین ایک گواہ کی شہادت اور قسم مدعی جائز نہین - پر وہ اکیلی عورت کی شہادت جائز رکہتی ہین - اور بدون شہادت بھی فیصلہ کر دیتی ہین

(ابو طالب کہتا ہی) مینے کہا اسکی مثال کیا ہی فرمانے لگے کہ جیسے چھپر ہی (پہوس کا گھر) جسمین دو آدمی مدعی ہون - وہ اسکو دلاتے ہین جسکے طرف اسکے باندہنی کی رسی قریب ہو

یا مثلا ایک دیوار ہے جسمین دو آدمی دعویدار ہین - اسمین دیوار کی عمارت کو دیکھتی ہین (یعنی آنے جانیکے دروازے یا کہڑکیان اور اینٹونکی رخ) جسکی جانب پاتے ہین اسیکو دلواتے ہین

والزبل اذا كان فى الدار وقال صاحب الدار اكريتك الدار وليس فيها زبل وقال الساكن كان فيها هذا لزمه احدهما بلا بينة

والقابلة تقبل شهادتها فى استهلال الصبى

انتهى ما فى الطرق الحكمية مختصرًا

قلت وهذه الوجوه قد شافه باكثرها الامام الشافعى محمد بن الحسن والزمه بها وانعم ان يلزم - ينبغى ان نورد كلامه الشريف فى هذا المقام فانه يشتمل على فوائد وعجائبات تؤيد المرام

قال المورخ البارع الشيخ عبد الوهاب السبكى فى ترجمة الحسين بن على بن يزيد

ومن الفوائد عنه كتبت الى زينب بنت الكمال عن الحافظ ابى الحجاج يوسف بن خليل اخبرنا ابو المكارم احمد

ایسی ہے اگر کوڑی (کوڑہ کا ڈہیر) کسی کرایہ کے گھر مین ہو اور گھر والہ کرایہ دار کو کہی کہ مینے تجھے گھر کرایہ دیا ہے تو اسمین یہ کوڑی نہ تھی - کرایہ دار کہی یہ جب ہی اسمین تھی - تو اسکو ایک کے ذمہ لگاتے ہین - اور بچے (نو پیدا) کے بولنے اور جیتا پیدا ہونے مین اکیلی دایہ کی شہادت قبول کرتے ہین

مضمون طرق حکمیہ باختصار تمام ہوا

مین (مترجم) کہتا ہون یہ وجوہات جو امام ابن القیم و ابو عبد اللہ حاکم نے ان حضرات کے الزام کے لئے ذکر کی ہین یہ اکثر امام شافعی نے امام محمد کو بالمشافہ کہی ہین اور اُن سے اُنکو الزام دیا اور خوب ملزم کیا - اِسمقام مین اِس کلام امام شافعی کا وارد کرنا خوب مناسب ہی کیونکہ ایسے عجائبات و فوائد پر مشتمل ہے جو ہماری مدعا کے موید ہین

امام سبکی نے کتاب طبقات کبری مین بذیل ترجمہ حسین بن علی کرابیسی کے کہا ہے

کرابیسی کے افادات سی ایک یہ بات ہی کہ اُس نے کہا مجھی زینب بنت کمال نے لکھا کہ وہ ابو الحجاج یوسف بن خلیل سے روائت کرتی ہے (اُسنی کہا)

الكرابيسى من الطبقات الكبرى للشافعية

(129)

بن محمد اللبان اخبرنا ابو علی الحسن بن
احمد الحداد اخبرنا الحافظ ابو نعیم احمد
بن عبد اللہ الاصبہانی حدثنا عبد اللہ
بن محمد بن جعفر حدثنا عبد الرحمن بن داؤد
بن منصور حدثنا عبید بن خلف البزار
ابو محمد حدثنی اسحٰق بن عبد الرحمن
قال سمعت الحسین الکرابیسی قلت
لک فی السند عبید عن اسحٰق وعبید
صاحب الکرابیسی لا یمنع ان یسمع عنہ
کما سمع منہ

رجع الحدیث الی الکرابیسی

سمعت الشافعی یقول کنت اقرء کتب
الشعر فاتی البوادی فاسمع منہم قال
فقدمت مکۃ منہا فخرجت اماتمثل
بشعر للبید - فضربنی رجل من قریش
من الحجبۃ فقال رجل من قریش
ثم ابن المطلب رضی من دینہ ودنیاہ
ان یکون معلما للشعر

مجھے ابو علی حسن بن احمد نے خبر دی (اُنسنے کہا)
مجھے حافظ ابو نعیم اصفہانی (صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء)
نے خبر دی ہے (اُنسنے کہا) مجھے عبد اللہ
بن محمد بن جعفر نے حدیث سنائی (اُنسنے کہا)
مجھے عبید بن خلف بزار نے حدیث سنائی (اُنسنے
کہا) مجھے اسحٰق بن عبد الرحمن نے حدیث سنائی
اُنسنے کہا میں نے حسین کرابیسی سے سنا میں (مولف
کتاب طبقات) کہتا ہوں اس سند میں ایسا ہی ہے
کہ عبید نے اسحاق سے روایت کی ہے - اور عبید خود بھی
کرابیسی کا شاگرد ہے - اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عبید نے
اسحاق سے یہ بات سنی ہو - جیسے بلا واسطہ کرابیسی
سے سنی ہے

پھر حدیث کرابیسی کی شروع ہوئی

(اُنسنے کہا) میں امام شافعی سے سنا وہ کہتے
میں اشعار کی کتابیں پڑھا کرتا - پس اہل بادیہ کے
پاس جاتا اور اُن سے شعر سنتا پس میں وہاں سے
مکہ آیا - پھر وہاں سے جو نکلا تو لبید کا کوئی شعر
پڑھنے لگا - پس میرے پیچھے سے مجھے ایک (کعبہ
کے) دربان نے مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے
ہے پھر خاص کر اولاد مطلب سے - اپنے دین دنیا سے
اس بات پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم بنے

ما الشعر اذا استحكمت فيه الا قعدت
معلما بفقه يعلمك الله فقال فنفعني الله
بكلام ذلك الحجبي فرجعت الى مكة فكتبت
عن ابن عيينة ما شاء الله ان اكتب

شعر چیز ہی کیا ہی - اسمین پختہ بھی ہوا تو کیا ہوا -
فقہ (دین مین سمجھہ) کا معلم ہو کر کیون نہین بیٹھا
اللہ تجھی علم دے - شافعی نے کہا مجھے اس دربان
کی کلام نے نفع دیا - پس مین مکہ کو پہر آیا - اور
وہان (سفیان) بن عیینہ (محدث) سی کچھہ لکھا
جو اللہ نے چاہا (یعنے اس سے حدیثین سنکر
لکھہ لین)

ثم كنت اجالس مسلم بن خالد الزنجي ثم
قدمت على مالك بن انس فكتبت موطاه
فقلت له يا ابا عبد الله اقرء عليك
قال يا ابن اخي تاتي برجل يقرءه علي
فتسمع فقلت اقرء عليك فتسمع الى
كلامي فقال لي اقرء فلما سمع كلامي بقرءة
كتبه اذن لي فقرءت عليه حتى بلغت كتاب
السير فقال لي اطوه يا ابن اخي تفقه تعلو
فجئت الى مصعب بن عبد الله فكلمته
ان يكلم

پھر مین مسلم بن خالد زنجی کے مصاحبت و ملازمت
مین رہا - پھر مدینہ مین (امام) مالک بن انس کے
پاس آیا اور اُنکی موطا لکھ لی - پھر مینی امام مالک
سے کہا ای ابو عبد اللہ مین اس کتاب کو آپکی سامنے
پڑہون - اُنہون نے کہا اور کسیکو لاؤ - وہ پڑھے
اور تم سنو - مینی عرض کیا مین ہی پڑہتا ہون
آپ سنین - فرمایا کہ ہان پڑہو - جب اُنہون
نے میری قرءۃ سُنی تو پڑہنی کی اجازت دی
پس مینی وہ کتاب پڑہی یہانتک کہ کتاب السیر تک
(جسمین لڑائیونکا ذکر ہے) پہنچا - پس امام مالک
نے فرمایا - اسکو اب بند کرو - اور فقہ (دین مین
سمجھہ) پیدا کرو - تم عالی رتبہ ہو جاؤگے - امام شافعی
نے کہا مین پھر مصعب بن عبد اللہ (ارکان دولت
ہارون رشید سی تھی) کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے

بعض اهلنا فيعطينا شيئا من الدنيا
فانه كان لي من الفقر والفاقة ما الله
به عليم - فقال لي مصعب انيت
فلوفا فكلمته فقال لي اكلمني في رجل
كان منا فخالفنا فاعطاني مائة دينار

بعضے بھائی بندون کو امرا قریش سے سفارش کرتا آپ
کہین کہ وہ مجھے کچھ دنیا مین سے دین - مجھے فقر
وفاقہ اسقدر لاحق ہے کہ خدا جانتا ہی - مصعب نے
کہا کہ مین اسکے پاس گیا اور سفارش کی تو اُس نے
جواب دیا تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو
ہم مین سے تھا پھر مخالف ہوگیا - پھر مجھے ایک سو
اشرفی دی

وقال لي مصعب ان هارون الرشيد
قد كتب الي ان اصير الى اليمن قاضيا
فخرجت معه فلما صرنا الى اليمن
وجالسنا الناس كتب مطرف بن
مازان الى هارون الرشيد ان ارادت
اليمن ان لا يفسد عليك ولا يخرج من
يديك فاخرج عنه محمد بن ادريس
وذكر اقواما من الطالبيين
قال فبعث الي حماد البربري فاوثقت
بالحديد حتى قدمنا على هارون بالرقة
قال فادخلت على هارون قال
فاخرجت من عنده

اور مجھے مصعب نے کہا کہ ہارون رشید نے مجھے لکھ بھیجا ہے
کہ مین یمن مین قاضی ہوکر جاؤن - پھر مین بھی
اُنکے ساتھ چل نکلا - جب ہم یمن پہنچے اور لوگون سے
ہم مجلس ہوئے تو مطرف بن مازان (امام شافعی
کا حریف دنیاوی یا مذہبی) نے ہارون رشید کو
لکھا کہ آپکے چاہتے ہین کہ ملک یمن بگڑ نجاوے
اور آپکے ہاتھون سے نکلے تو محمد بن ادریس
(امام شافعی) کو وہان سے نکال دین - اور
کئی اور لوگونکا بھی ذکر کیا جو طالب العلم تھے - پس
ہارون رشید نے میری طرف حماد بربری کو گرفتار
کرنے کے لئے بھیجا - پس مین لوہی (کے زنجیر)
سے باندھا گیا - یہانتک کہ ہم سب ہارون کے پاس
بمقام رقہ (شہر کا نام ہی) پہنچے - پھر میری ہارون
کے سامنے پیشی ہوئی - پھر وہان سے نکالا گیا

قال وقدمت ومعي خمسون دينارا۔
قال ومحمد بن الحسن يومئذ بالرقة
فانفقت تلك الخمسين دينارا على
كتبهم
قال فوجدت متعلمهم مثل كتبهم مثل
رجل كان عندنا يقال له فروخ۔
وكان يحمل الدهن في زق له وكان
اذا قيل له عندك فوشنان قال نعم
وان قيل عندك رنبق قال نعم فان
قيل عندك خوى قال نعم فاذا قيل
آدني۔ وللزق رؤس كثيرة فيخرج
له من تلك الدهن وانما هي دهن واحد

پہر مین (شہر مین) آیا تو میرے پاس پچاس اشرفیان
منجملہ ایکسو تہین وہ مینے حنفیہ کے کتب پر خرچ کین
(اور انکو خرید کیا) اُسدن امام محمد (شاگرد ابو حنیفہ)
رقہ مین تھے پس مینے انکی اور انکی کتابون کی ایسی
مثال دیکھی جیسے ہمارے ہان ایک آدمی
فروخ نامی تھا۔ وہ ایک مشک مین تیل لادلایا
کرتا۔ جب اُسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس فوشنان
ہے (ایک تیل کا نام ہی) تو کہتا کہ ہان۔ اور جب
کہا جاتا کہ رنبق (بنفشہ کا تیل) ہی تو بہی کہتا ہان ہے اور
اگر کہتے کہ خوی ہی (یہ بہی ایک تیل ہی) تو بہی کہتا
ہان ہے۔ جب اسکو کہا جاتا کہ دکہا تو بہی تو ایک ہی
تیل نکال دیتا۔ مشک کو اُسنے کئی منہہ لگا رکھے
تھے۔ ایک سے چنبیلی کا تیل نکالتا۔ دوسرے
سے دوسرا اور واقع مین ایکہی تیل ہوتا۔ اور
ایک ہی مشک کا

فوشنان
بالسين المهملة

ن
ن واحدة

مترجم کہتا ہی ہمارے زمانہ مین ایسے بے تمیز و بد دیانت بعضے عطار
ہوتے ہین جو ایک ہی بوتل سے شربت بنفشہ نکالدیتے ہین اور اُسی سے
شربت نیلوفر و سکنجبین۔ اور ایک ہی شیشہ سے عرق کیوڑہ نکالدیتے
ہین اور اُسی سے عرق بادیان و عرق گلاب۔ یہ لوگ بہی اسی شخص کی
ذریات سے معلوم ہوتے ہین ۱۲ **حاشیہ**

وكذلك وجدت كتاب ابي حنيفة انما يقول ... امام شافعی نے کہا مینے ابو حنیفہ کی کتاب کو ایسا ہی

کتاب اللہ وسنۃ نبیہ علیہ السلام وانما ھم مخالفون لہ

پایا (یعنی مروج کی وہ مشک) یہ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ اللہ ہی کی کتاب ہی۔ اور نبی کی سنت۔ اور درحقیقت وہ کتاب اللہ وسنت کے مخالف ہین

وقال فسمعت مالا احصیہ محمد بن الحسن یقول ان تابعکم الشافعی فما علیکم من الحجازی کلفۃ بعدکا

امام شافعی نے کہا مینے (امام) محمد کو بہت دفعہ کہتا سنا کہ (لوگو) اگر یہ شافعی تمہارا تابع ہوگیا تو پھر تمکو کسی حجازی (ساکن مکہ ومدینہ) کیطرف سے تکلیف نہوگی

فجئت یوما فجلست الیہ وانا من اشد الناس ھما وغما من سخط امیر المومنین قد انفذ ونادی فقد فقد قال فلما ان جلست الیہ اقبل محمد بن الحسن یطعن علی اھل المدینہ فقلت علی من تطعن علی البلد ام علی اھلہ واللہ لئن طعنت علی اھلہ انما تطعن علی ابی بکر وعمر والمھاجرین والانصار

پھر ایک دن مین امام محمد کے پاس بیٹھا۔ اور مین امیر المومنین (ہارون رشید) کے غصہ کے سبب بڑے غم مین تہا اور میرا خرچ بھی ہوچکا تھا جب مین بیٹھ گیا تو محمد بن حسن اہل مدینہ پر طعن کرنے لگا مینے کہا کس پر طعن کرتے ہو۔ اس شہر پر یا شہر والے لوگون پر بخدا اگر ان لوگون پر طعن کرتے ہو تو گویا ابو بکر وعمر و مہاجرین وانصار پر طعن کرتے ہو۔

وان طعنت علی البلدۃ فانھا بلد اتم التی دعا لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبارک لھم فی صاعھم ومدھم وحرمھا کما حرم ابراھیم مکۃ

اور اگر اس شہر پر طعن کرتے ہو تو یہ وہ شہر ہے جسکے لئے آنحضرت صلعم نے دعا کی ہی کہ اسکے ناپ وتول مین برکت ہو۔ اور اسکو آنحضرت صلعم نے حرم بنایا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا کہ اسکا کوئی شکار نہ مارے۔ سو تبلاؤ کس پر طعن کر رہے ہو۔ امام محمد بولے کہ اللہ کی پناہ

لا اقصد بصیدھا فعلی ایھم تطعن فقال معاذ اللہ ان اطعن علی احد منھم

او علی بلا تہ انما ا طعن علے حکم
من احکامہ۔ فقلت وما ھو۔ قال
الیمین مع الشاھد فقلت لہ لما طعنت
قال فانہ مخالف لکتاب اللہ

اس سے کہ مین شہر پر طعن کرون یا اسکے لوگون پر۔ مین
تو اسکے ایک حکم پر طعن کرتا ہون۔ مینے کہا وہ کیا ہے وہ
بولے فیصلہ بشاہد و یمین۔ مینے کہا اسپر کیون طعن کرتے ہو
بولے اسلئے کہ یہ قرآن کے مخالف ہے۔ مینے کہا جو حدیث
قرآن کے خلاف پاؤگے اسکو ساقط کروگے۔ وہ بولے
ہان ایسا ہی واجب ہے

فقلت ما تقول فی الوصیۃ للوالدین
فتفکر ساعۃ۔ فقلت لہ اجب۔ فقال
لا یجوز فقلت لہ ھذا مخالف لکتاب اللہ
لم قلت انہ لا یجوز فقال لان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا وصیۃ للوالدین

پھر مینے پوچھا والدین کے حق مین وصیت کرنیکو کیا کہتے ہو
وہ ایک گھڑی سوچ مین رہے۔ مینے کہا جواب دو۔ بولے
بولے یہ وصیت جائز نہین۔ مینے کہا یہ حکم بھی تو کتاب
اللہ کے مخالف ہے۔ تمنے کس لئے کہدیا کہ یہ وصیت
جائز نہین بولے اسلئے کہ حضرت نے فرمایا ہے ہمان باپ کے
لئے وصیت نہین۔

مترجم کہتا ہے اسمین امام شافعی کا الزام امام محمد پر پورا ہوا کہ انہون نے اس حدیث عدم
وصیت والدین کو ظاہر قرآن کے خلاف مین مان لیا۔ پھر حدیث شاہد و یمین کو

خلاف قرآن سمجھکر کیون نہ مانا ۱۲

قال فقلت لہ اخبرنی عن شاھدین
حتم من من اللہ
قال فما ذا تریدمن ذا

شافعی نے کہا پھر مینے پوچھا بتلاؤ یہ حکم دو گواہ کا
اللہ کیطرف سے ایسا واجب متعین ہے جسکا خلاف درست
نہین امام محمد بولے اس سوال سے تمہاری کیا مراد
ہے۔

قال فقلت لہ لئن زعمت ان الشاھدین
حتم من اللہ لا غیر ہ کان ینبغی لک ان

مینے کہا (مراد یہ ہے) کہ اگر تم کہو یہ حکم ایسا واجب
ہے جسکا خلاف کہین نہین تو چاہیئے کہ جب زانی زنا کرے

لا غیر

(132)

قول اذا زنی زان فشهد علیه شاهدان
ازکان محصنا رجمته وانکان غیر محصن
قال فان قلت لك لیس هو حکم من الله
قال قلت له اذا لم یکن حتم من الله
فتنزل کل الاحکام منازلہ
فی الزنا اربعا - وفی غیرہ شاهدین
وفی غیر جلد واحد امرتین
وانما اعنی فی القتل لا یجوز الا شاهدین
فکذلك کل حکم منزل حیث انزله الله
منها برجل واحد امرتین ومنها بشاهدین
یمین
فرعیتك تحکم بدون هذا - قال ما
احکم بدون هذا - قال فقلت له
ما تقول فی الرجل والمرءة
اذا اختلفا فی متاع البیت فقال
اصحابی یقولون فیه ما کان للرجال
فهو للرجال وما کان للنساء فهو
للنساء -
قال فقلت اکتاب الله هذا - ام
بسنة رسول الله
قال فقلت له ما تقول فی الرجلین

اور اسپر دو شخص گواہی دین تو اسکو تم زوج ہونے کی صورت
مین سنگسار کرو ورنہ سو درہ لگاؤ

امام محمد بولے اگر مین کہون کہ دو گواہ واجب متعین نہین
تو پھر کیا ہوگا - شافعی نے کہا واجب متعین نہین تو
سبھی احکام کو اپنی اپنی جگہ اُتارو
شہادت زنا مین چار گواہ ہون اور بعض جگہ دو - اور
بعض جگہہ ایک مرد اور دو عورتین
مینے جو کہا ہے کہ بعض جگہہ دو ہی چاہئے اس سے مراد قتل
ہی ہے طرح سبھی احکام کو اسجگہہ اُتارنا چاہیے جہان اللہ
نے اُتارے ہین - بعضی جگہہ چار ہوتے ہین اور بعضی
جگہہ دو بعضی جگہہ ایک مرد دو عورتین - بعضی جگہہ
ایک گواہ اور قسم مدعی کی (شافعی نے کہا) پھر تم کو ایسا
ہی دیکھتا ہون کہ تم ان سب صورتون مین خلاف فیصلہ
کرتے ہو - امام محمد بولے کیا فیصلہ کرتا ہون شافعی
نے کہا (بتلاؤ) مرد اور عورت خانگی اسباب مین
دعویدار ہوے اسمین کیا کہو گے - امام محمد بولے
ہمارے لوگون کا اسمین یہ قول ہے کہ جو چیز مرد کے لئے
ہوتی ہے وہ مرد کو دلائی جاوے - اور جو عورتون
سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورت کو شافعی نے کہا
(بتلاؤ) یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا
شافعی نے کہا پھر مینے کہا اُن شخصون کے حق مین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اذا اختلفا فی الحائط فقال فی قول اصحابنا اذا لم یکن لهم بینة ینظر الی العقد من این هو البناء فاحکم لصاحبه

قال فقلت له ایکتاب الله قلت هذا ام بسنة رسول الله قلت هذا وقلت ما تقول فی رجلین بینهما حص فختلفان لمن یحکم اذا لم یکن لهم بینة قال انظر الی المعاقد من ای وجه هی فاحکم له

فقلت له بکتاب الله قلت هذا ام بسنة رسول الله قال فقلت له ما تقول فی ولادة امرءة اذا لم یحضرها الا امرءة واحدة وهی القابلة وحدها تقبلها ..... قال فاحکم به

فقلت له قلت هذا بکتاب الله ام بسنة رسول الله قال قلت له من کانت هذه احکامه فلا یطعن علی غیره

ثم قلت له اتعجب من حکم حکم به رسول الله

کیا کہو گے - جنہون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا -
امام محمد بولے ہماری ساتھیو نکا اسمین یہ قول ہی
کہ جب اسکو گواہ نہون تو عمارت کو دیکھا جاوے -
وہ کسکی ہی (یعنے اینٹو نکی رخ دآنے جانیکے راہون
سے) پس جسکی ہو اسکو دلائی جائے
شافعی نے کہا یہ فیصلہ کتاب اللہ سے کیا یا سنت
رسول اللہ سے اور مینی کہا اُن دو شخصونکے متعلق
مین کیا کہو گے جنہون نے ایک چھپر یا بھوسے کے
گھر مین اختلاف کیا کسکو دلاؤ گے اگر گواہ نہون -
امام محمد بولے رسیونکی گرہونکو دیکھین گے وہ
کسکی طرف ہین پس اُسکو دلائینگے
مینی کہا یہ فیصلہ کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ
کا شافعی نے کہا پھر مینی کہا کسی عورت کے جننے
پر دایہ کی شہادت مین کیا کہو گے - جب سوائے
ایک دایہ کے وہان دوسرا کوئی نہو
امام محمد نے کہا اکیلی دایہ کی شہادت مقبول ہے
مین اسپر فیصلہ کر دونگا مینے کہا یہ بات قرآن سے
کہی یا حدیث رسول اللہ سے +
شافعی نے کہا مینے اُنکو کہا کہ جو آپ ایسے فیصلے کرے
وہ دوسرے پر طعن نکرے
پھر مینے اُنکو کہا - کیا تم ایسے حکم پر طعن کرتے ہو جو

قال فقال الشهادة جائزة والقابلة وحدها تقبلها

+ نوٹ یہ مکالمہ امام محمد اور شافعی کے مابین رشید اور امام ابو یوسف کی حاضری مین ہوا

(133)

صلی اللہ علیہ وسلم وحکم بہ ابوبکر وعمر
وحکم بہ علی بن ابی طالب بالعراق و
قضی بہ شریح

قال ودخل من ورائی یکتب الفاظی
وانا لا اعلم فادخل علی ھارون وقرء
علیہ۔ قال فقال لی ھرثمۃ بن اعین
کان متکئا فاستوی جالسا قال
اقرءہ علی ثانیا۔ قال فانشاء ھارون
یقول صدق اللہ ورسولہ صدق اللہ
ورسولہ تعلموا من قریش ولا تعلموھا
قدموا قریشا ولا تؤخروھا

لا انکران یکون محمد بن ادریس
اعلم من محمد بن الحسن۔

قال فرضی عنی امر لی بخمس مائۃ دینار
فخرج بہ ھرثمۃ قال لی بالسوط ھکذا
فانبعثہ فحدثنی بالقصۃ۔ وقال
قد امر لک بخمسمأۃ دینار وقد اضفت
الیھا مثلھا

جو آنحضرت صلعم نے فیصلہ کیا ہے۔ اور ابوبکر اور عمر
نے اور علی بن ابی طالب نے عراق میں اور شریح نے
(یہ حضرت علی مرتضی کے نائب و قاضی تھے)

شافعی نے کہا ایک آدمی میرے پیچھے سے میرے
الفاظ لکھتا جاتا تھا اسنے وہ تحریر ہارون رشید کے
پاس پہنچائی۔ اور انکو پڑھ سنائی ہرثمہ بن اعین
(مصاحب ہارون رشید) نے مجھسے ذکر کیا کہ جب
اسنے پہلی دفعہ اس تحریر کو پڑھا تو ہارون ٹیک
لگائے بیٹھا تھا۔ پھر برابر ہوکر بیٹھ گیا اور کہا اسکو
دوبارہ پڑھو۔ پھر ہارون کہنے لگا صدق اللہ ورسولہ
یعنے اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا ہے۔ کہ قریش سے
(یعنے سے امام شافعی تھے) سیکھو۔ انکو مت سکھاؤ
قریش کو آگے کرو انکو پیچھے مت ہٹاؤ

میں اسبات کا منکر نہوں گا کہ (امام شافعی (امام) محمد بن
حسن سے بڑھکر عالم ہیں

امام شافعی نے کہا پھر ہارون رشید (جو مجھ سے خفہ
تھا) خوش ہوگیا۔ اور مجھکو پانسو اشرفی انعام دینے کا
حکم دیا۔ وہ ہرثمہ لے آیا اور مجھکو چابک سے اشارہ کیا
میں اسکے پیچھے ہولیا تو مجھسے سارا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ
ہارون رشید نے پانسو اشرفی انعام کا تیرے لئے
حکم دیا ہے۔ اور پانسو اشرفی میں اپنی طرف سے ملا دی ہے

قال فما ملكت قبلها الف دينار الا في
ذلك الوقت انتهى ما في الطبقات
الكبرى للسبكي

قلت ومن فوائده سوى ما اردنا
بنقله ان ما اشتهر على السنة الحنفية
وتلقاه بعض الشافعية قديما الى
السلاطين من الحنفيين ان الشافعي
تلميذ الامام محمد بن الحسن وانه قال
الناس في الفقه عيال على ابي حنيفه
وانه قال ان الله تعالى اعانني على
الفقه بمحمد بن الحسن وانه قال
من اراد ان يتبحر في الفقه فعليه باصحاب
ابي حنيفه وامثال ذلك كله من
المفتريات على الشافعي كان التلامذة
اهل الرشاد المجتنبين عن العقوق
والعناد لا يخاطبون الاساتذة بمثل
هذا الكلام المشتمل على الطعن والالزام
او يقال ان الشافعي عق الاستاذ و
التقول بهذا ليس بهين ولا بين

شافعی نے کہا اسدن سے پہلے مین کبھی ایک ہزار
اشرفی کا مالک نہوا تھا منصون طبقات کبری سبکی کا
تمام ہوا

مین (مترجم) کہتا ہون کہ اس قصہ کے فوایدسے
علاوہ اس مقصود کے جسکے لئے ہمنے اسکو نقل
کیا ہی یہ بھی ہی کہ جو حنفیہ کی زبانو پر مشہور ہے
اور بعضے شافعیون نے بھی حنفی بادشاہون کی خوشامد
کے لئے اسکو قبول کرلیا ہی کہ امام شافعی امام محمد کے
شاگرد ہین - اور انہون نے یہ باتین کہی ہین -
(۱) سب لوگ فقہ مین امام ابوحنیفہ کے ذریات و تابعین
(۲) اللہ تعالے نے مجھے امام محمد کے سبب فقہ
مین مدد دی ہے
(۳) جو کوئی فقہ مین تبحر پیدا کرنا چاہے - وہ
ابوحنیفہ کے اتباع کی ملازمت کرے - ایسی
ہی اور باتین - یہ سب بناوٹی باتین ہین
اسلئے کہ شاگرد رشید جو استاذون کے عاق نہون
استاذون سے ایسی کلام نہین کرتے - جو
طعن و الزام پر مشتمل ہو - جیسے کہ اس مناظرہ مین
شافعی سے امام محمد کے مقابلہ مین ہوئی یا یون
کہو کہ امام شافعی استاذ کے عاق ہوگئے تھے
لیکن امام شافعی کی نسبت یہ بات بنانا سہل ہین ہنہ ظاہر

وهذه الوجوه التی الزم بها الامام الشافعی اتباعه الامام محمد بن الحسن واشیاعه اکثرها موجود فی کتب مذاهبهم وفتاوی بلدتهم فالحکم بالنکول فی شرح الوقایه ص ۲۶۳ والدر المختار ص ۵۴۸ والقضاء بالجذوع فی شرح الوقایه ص ۲۷۱ والدر المختار ص ۵۵۹ وقبول المرءة وحدها فی الشهادة فی شرح الوقایه ص ۲۴۳ والدر المختار ص ۵۱۴ والحکم فی متاع البیت بالخصوصیات فی المیزان الکبری للشعرانی ص ۲۲۱

یہ وجوہ الزام جنسے امام شافعی اور انکے اتباع نے امام محمد اور انکے گروہ کو مسئلہ قضاء بشاہد ویمین میں لازم کیا ہے یہ اکثر کتب مذہب حنفیہ میں موجود ہیں سو نکول پر فیصلہ شرح وقایہ میں بصفحہ (۲۶۳) ہے اور درمختار میں بصفحہ (۵۴۸) اور شہتیر پر (مقدمہ دیوار میں) فیصلہ شرح وقایہ میں بصفحہ (۲۷۱) ہے اور درمختار میں بصفحہ (۵۵۹) اکیلی عورت کی شہادت قبول کرنا شرح وقایہ میں بصفحہ (۲۴۳) ہے اور درمختار میں بصفحہ (۵۱۴) اثاث البیت کے جھگڑے میں یہ فیصلہ کرنا کہ جو چیز مردوں سے خاص ہوتی ہے وہ مرد کو دلانے چاہئے اور جو عورتوں سے مخصوص ہو وہ عورت کو سو میزان کبری کی دوسری جلد میں بصفحہ (۲۲۱) ہے

تنبیہ تشتمل علی تبرئیۃ وتنزیہ

للامام الهمام ابی حنیفة النعمان ومن وافقه من السلف علیهم الرضوان

جسقدر لے دی ہوئی ہے حنفیہ پر ہوئی ہے نہ امام حنفیہ ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر یا مسائل مذکورہ

میں انکے اسلاف پر حاشا جناب بہم عن ذلک اسلئے کہ اگرچہ امام ابوحنیفہ اور

بعض سلف ان مسایل فرعیہ وشاذہ مین
اور اُسکے نظایر مین حنفیہ کے ساتھہ شرکت
رکھتے ہین - ولیکن مذہب حنفیہ و امام ابو حنیفہ
اور اُنکے اسلاف مین فرق بین ہے - جو انکو
اس لے دے سے بری کرتا ہے

وہ یہہ ہے کہ امام ابو حنیفہ و بعض سلف مسایل
مذکورہ کے قایل ہین تین سبب اُس کا یہی ہے کہ
اِن مسایل مین احادیث صحیحہ انکو نہین پہنچین
اور اگر پہنچین ہین تو بسند ثقات نہین پہنچین
نہ یہہ کہ احادیث کے بنقل ثقات پہنچنے پر انہون نے
احادیث کو نہین مانا - اور انکی رد و
ابطال کے لئے ان اصول کو
وضع کیا

(۱) عام کتاب اللہ قطعی ہے
(۲) خبر واحد ہے اُسکی تخصیص یا تقیید یا
اسپر زیادت جایز نہین ہے
(۳) زیادۃ ایک قسم نسخ ہے
(۴) خبر فقیہ کی روایت مخالف
قیاس مقبول نہین ہے و علے
ہذا القیاس

بخلاف حضرات حنفیہ (مصداق - ع بدنام
کنندہ نکو نامی نہ خیند) کے کہ انہون نے احادیث صحیحہ
کو جانکر انکو خالی از قدح وظاہری الانقطاع مانکر محض
نصرت مذہب کے لئے انکو رد کیا - اور اُنکے رد کے لئے
اُن اصول کو گھڑ دیا

بلکہ ہمارا اور ہر محقق کا یہ گمان ہے کہ فن اصول فقہ
اسی غرض سے بنایا گیا ہے - اور بمقصود ان حضرات
کا وضع اصول مخترعہ سے فقط رد حدیث ہے - انہون
نے جب اقوال ابو حنیفہ کو خلاف احادیث صحیحہ
پایا (جسکا سبب محققین و منصفین کے نزدیک احادیث
کا نہ پہنچنا قرار پا چکا ہے چنانچہ ثبوت اسکا عنقریب
آتا ہے) تو ان اقوال کی تصحیح و تائید کے لئے بجز
وضع اصول رد حدیث کچھ چارہ و حیلہ نہ دیکھا -
پس ان اصول کو وضع کیا

یہ بات مین فقط متاخرین ہی کی نسبت نہین
کہتا بلکہ اُنکے متقدمین مقلدین کی نسبت بھی یہی
خیال رکھتا ہون -

علی بزدوی (جسکو یہ فخر الاسلام کہتے ہین)
سے لیکر آجتک اکثر ایسی ہی چلے آئے ہین
اور بغرض نصرت مذہب ان تکلفات کو مرتکب
رہے -

میری ان باتون سے کوئی صاحب الجھے

کو طیار ہوں تو پہلے اپنے گھر کی خبر لیں - اور خوب تنقیح کر دیکھیں کیا ابو حنیفہ رح نے وہ اصول بنائے ہیں اور یہ الفاظ کہ زیادۃ نسخ ہے - تخصیص عموم قرآن حدیث سے ناجائز ہے وغیرہ ہذا القیاس قلم میں یا زبان پر وہ لائے ہیں حاشا و کلا پھر جب اپنے گھر سے ان باتوں کا پتہ نہ پاویں - اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاویں تو مجھ سے نہ الجھیں

علاوہ بریں اپنے علماء مذہب کبار ملت کی تصریحات کو بچشم عبرت و بصفت ملاحظہ کریں - کتب اصول میں جابجا تصریح ہے کہ فلاں مسئلہ **عیسی بن ابان** کا قول ہے - اور فلاں کرخی کا اور یہ علماء بلخ کا مذہب اور وہ **سمرقند** کا - امام ابو حنیفہ کے مذاہب کی نقل یاد کرتو اتنا بھی نہیں - جتنا آٹے میں نمک ہوتا ہے

جتنے کوچہ اصول فقہ میں ایک دفعہ بھول سے بھی گذر کیا ہوگا وہ اسبات میں شک نہ لائیگا اور جو شک لائیگا وہ کتب سے بیخبر کہلائیگا اور اپنی ہنسی کرائیگا اور حضرت **شاہ ولی اللہ** نے حجۃ اللہ البالغہ میں صاف لکھدیا ہے کہ اکثر اصول جو **بزدوی** کی کتاب میں مذکور ہیں - امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردوں سے صحیح و ثابت نہیں ہیں - بلکہ انکے اقوال سے استنباط کئے گئے ہیں - ان اصول کی محافظت کرنا اور جو انپر اعتراض وارد ہوں انکے جوابدہی میں تکلفات عمل میں لانا (جیسے بزدوی وغیرہ کرتے ہیں) اچھا نہیں ہے اور فرمایا کہ تجھے اسبات پر بھی دلیل کافی ہے کہ انہیں کے محققین نے کہدیا ہے کہ حدیث غیر فقیہ کا قیاس کے خلاف میں قبول نہونا عیسی بن ابان کا مذہب ہے - کرخی وغیرہ اسکے مخالف ہیں - اور حدیث کو بہرحال قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے ائمہ (ابو حنیفہ رح) سے خبر واحد کا قیاس سے مقدم ہونا مروی ہے

اور فرمایا کہ تجھے اسبات کا یہ بھی ارشاد کرتا ہے کہ اہل اصول باہم مختلف ہیں اور ایک دوسرے کو رد کرتے ہیں (یعنے اگر امام مذہب سے اسباب میں کچھ مروی ہوتا تو یہ آپسمیں کیوں لڑا مرتے)

یہ حاصل مضمون **حجۃ اللہ** کا ہے اور اصل

عبارت اسکی صفحہ (۱۶۵) و (۱۶۶) مین ہے
اور ضمیمہ اخبار نیر ہند نمبر (۳) مطبوعہ اگست ۱۹۰۸ء
مین منقول ہو چکی ہے

جب اصول بزدوی کا یہ حال ہے تو اسپر
اصول متاخرین کو قیاس کرنا چاہئے ع
قیاس کن زگلستان من بہار مرا + اسلئے کہ
بزدوی ان سب کا امام ہی - اور اس سے
پہلے سب اسیکے مقلد و تابع - چنانچہ خطبہ
تنقیح متن توضیح اسپر شاہد ہی - اور فواتح
الرحموت شرح مسلم الثبوت بھی اسیکی طرف
مشیر - اور میزان کبریٰ مین شیخ
عبدالوہاب شعرانی نے (جو حنفی مذہب کے
بڑے حامی ہین اور امام ابوحنیفہ کی تائید
مین میزان کے ۱۴ صفحہ پورے کئے ہین)
صاف لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ کیوقت مین
حدیث کی تدوین و تالیف نہین ہوئی اسلئے
انکو حدیث کم ملی ہے - اور خلاف حدیث
قیاس ہوا - یہہ نہین کہ حدیث کو ہوتے انہون
نے قیاس کیا

اور کہا کہ جسنے اسبات کو امام کے ذمہ لگایا ہی
اسنے اس امر کو اُنکے مقلدین مین پایا ہے
یہ لوگ امام کی قیاسی بات کو پکڑے رہتے ہین -
اور اسکے مقابلہ مین حدیث کو نہین لیتے -
پس امام معذور ہین اور انکے اتباع معذور
نہین ہین - یہ خلاصہ مضمون میزان ہے اور
اصل عبارت میزان کی صفحہ (۷۲) مین ہے
اور ضمیمہ سفیر نمبر (۱۱) مطبوعہ مارچ ۱۹۰۸ء مین
نقل ہو چکی ہی - اسیکے متصل یہ بھی اسمین
کہا ہی (جو ضمیمہ مذکورہ مین نقل نہین ہوا)

وھذا الامر الذی ذکرنا یقع فیہ کثیر من الناس
فاذا وجدوا عن اصحابنا امام مسئلۃ جعلوھا مذھبا
لذلک الامام وھو تھور - فان مذاھب الامام
حقیقۃ ھو ما قالہ ولم یرجع عنہ الی ان مات
لا ما فھمہ اصحابہ من کلامہ فقد لا یرضی
الامام بذلک الامر الذی فھموہ من
کلامہ لا یقول بہ لو عرضوہ علیہ - فقد
علم ان من عزی الی الامام کل ما فھم من
کلامہ فھو جاھل بحقیقۃ المذاھب
انتھی ما قالہ فی المیزان وھکذا قالہ فی

المنہج المبین

ترجمہ یہ امر (یعنی مقلدین کے فعل کو امام
کے ذمہ لگانا) اسمین بہت لوگ پڑ جاتے

ہین - جب اتباع امام کا کوئی مسئلہ پاتے
ہین تو اُسکو مذہب امام بنا دیتے ہین -
ولیکن یہ بے پروائی ہے
مذہب امام تو حقیقۃ وہی ہوتا ہی جو اُسنے
کہا ہو اور اس سے تا دم مرگ رجوع نہ کیا ہو
نہ وہ جو اسکے اتباع نے اُسکی کلام سے
سمجھا ہو -
ایسا بھی ہوسکتا ہی کہ جو وہ کلام امام سے
سمجھے ہون وہ امام کو پسند نہو اور نہ وہ اسکا
قائل ہو جب وہ اُسکے سامنے پیش ہو
اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کیطرف اسبات
کو منسوب کرے جو اُسکے کلام سے سمجھی گئی ہو
(نہ خود اُسکی کہی ہوئی) وہ حقیقت مذاہب
سے جاہل ہی - ترجمہ عبارت میزان کا تمام
ہوا - اور ایسا ہی شعرانی نے کتاب منہیمین
کہا ہی
اور یہ مضمون (یعنے مخفی رہنا احادیث کا
امام اور اُن سے پہلے ائمہ دین وصحابہ
وتابعین پر) ہمنے ضمیمجات اخبار سفیر
ہند شمارہ مین نمبر اول سے بارہ تک ایسا
مبرہن ومدلل کیا ہی کہ اسمین کسی فرد بشر
کو بشرط انصاف بمقابل انصاف دم مارنے کی
جگہہ نہین ہی
اور بعض صحابہ کا بعض احادیث کی قبول کرنے
سے توقف کرنا اس سبب سے کہ وہ بسند ثقات
انکو نہین پہنچین ضمیمہ نمبر (۱۲) مطبوعہ
دسمبر ۱۸۹۷ء مین مدلل ہوچکا ہی - اور کچھ بیان
مقلدین کے ہٹ دہرمیوں کا رسالہ اشاعۃ
السنہ نمبر اول جلد دوم صفحہ ۱۶ مین ہے
اور بضمن ضمیمہ سفیر نمبر (۹) مطبوعہ اکتوبر
۱۸۹۷ء وضمیمہ نمبر ۱۰ مطبوعہ نومبر ۱۸۹۷ء
یہ بھی ذکر ہوچکا ہی کہ یہ لوگ محض تائید قولی
امام کے لئے ان قواعد مخترعہ سے لپٹتے ہین
اور جہان پابندی قواعد سے پیروی قول
امام کی ہاتھ سے چھوٹے وہان قواعد کو
بالائے طاق رکھدیتے ہین
اگر ایک جگہہ کسی حدیث کو کسی قاعدہ کی آڑ
مین نشانہ طعن بناتے ہین تو دس جگہہ
ویسی حدیث کو بمخالفت قاعدہ مذکورہ عمل
مین لاتے ہین -
حدیث سے کوئی پکڑے تو قرآن کیطرف
بھاگتے ہین قرآن پیش کرو تو حدیث کیطرف

دوڑتے ہین - حدیث نہو تو قیاس ہی کو سپر بناتے ہین - آثار بھی نہون تو قیاس ہی کو سپر بناتے ہین اسپر امام رازی کی شہادت بھی ان پر چون مین منقول ہے جسکے خاتمہ مین یہ الفاظ منقول ہین -

فثبت هذا انهم تارة يقدمون القياس على الخبر وتارة يقدمون عمل بعض الصحابة على الكتاب تارة يعكسون الامر وهذا يدل على ان طريقتهم غير مبنية على قانون مستقيم

ترجمہ اس بیان سے ثابت ہوا کہ حنفیہ کبھی قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین - کبھی عمل بعض صحابہ کو قرآن پر مقدم کرتے ہین - کبھی اسکا عکس - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مذہب کی کسی سیدھی قانون پر بنیاد نہین ہے

یہ سب بیانات و شہادات سنکر بھی کوئی صاحب انجھنے سے نہ ٹلین - تو اور کچھ نہین تو اس لین کے اور اپنی مذہب کے عیوب کو اور فاش کرائین گے - اہل تحقیق سے چھپر چھاڑ کر نامستان را سرود یاد دہا نیدن کا مصداق ہے - عافیت اسمین ہے

کہ حق سنکر بہر لب نہ ہلا دین - اور حساب دوشاں ز دول بر کنار نہند مورہا کرین **بالجملہ** اس بیان سے فرق بین حنفیہ اور امام حنفیہ مین (جسکا ہمنے دعوے کیا تہا) ثابت ہوا اور اُنکے معتبرات کی شہادات سے بہر ہن ہوگیا کہ امام یا بعض سلف مسائل خلاف حدیث کے قائل رہے تو بیخبر ہونیکے سبب سے قائل رہے - بخلاف حضرات حنفیہ کہ یہ دیدہ و دانستہ مسائل مذکورہ مین خلاف حدیث پر مصر ہین اور احادیث کے درپے رد احادیث کے لئے اصول بناتے ہین اور اصول کی آڑ مین احادیث پر فیر چلاتے ہین

فالامام معذور واتباعه غير معذورين اسوجہ سے امام اس لے دے سے بڑے ہین - اور یہ حضرات اُس خلعت کے سزاوار یہان کسیکو یہ **شبہ** گذرے کہ دیدہ و دانستہ حدیث کا خلاف کرنا اور رد حدیث کے لئے اصول بنانا انے مسلمان کی شان سے بعید ہے - پہر اسکا صدور انکا بر حنفیہ ہے کیونکر ہوا - اور باوجود اسلام و علم و ہنر و کمال کے انہون نے اسپر کسطرح اقدام کیا - تو

(137)

جواب اسکا یہ ہی کہ آفت تقلید نے یہ سبھی کچھ اُن سے کرایا اور اس بلا مین پہنسایا۔ یہ بلاء تقلید انکی سدراہ وحجاب نگاہ ہو گئی اور افراط حسن ظنی (بحق ائمہ جنکی مقلد ہوئی) نے انکی آنکھ بند کرلی۔ اسی خوف سے محققین نے اس بلاء سے ڈرایا ہے اور باین کلمات اس سے ہٹایا۔ ؎

واھرب عن التقلید فھو ضلالۃ
ان المقلد فی سبیل الھالک

تفصیل اسکی یہ ہی کہ انہون نے مکتب بیٹھتے ہی حنفی مذہب کا سبق لیا تو اسیکا حسن انکے دلون مین جمنے لگا۔ پہر اسی مذہب کی کتابون مین انکی نظر پڑتی رہی اور یوماً فیوماً اُسیکی تائید سوجہتی گئی

اس سے عظمت مذہب حنفی انکی دلون مین ایسی بڑہی کہ عصمت امام ابوحنیفہ اعتقاد مین آگئی۔ وبناءً علیہ خیالات ذیل نے انکے دلونپر سلطنت کی

(۱) امام ابوحنیفہ بڑے محدث تہے
(۲) دنیا کے ائمہ سے زیادہ فقیہ وسمجہدار
(۳) انکے پاس ہزارون صندوق کتب حدیث کے موجود تھے۔
(۴) علم حدیث مین چار ہزار انکے استاد تھے
(۵) جب کوئی مسئلہ اجتہادی جاری فرماتے تو پہلے اسمین صدہا تلامذہ کے ساتہہ مباحثہ کرلیتے پہر وہان خطا کہان۔ اور مخالفت حدیث کا کیا گمان

ان خیالات نے مذہب حنفی کو انکا محبوب ومعشوق بنادیا۔ اور اسکی نصرت وتائید کو انکا فرض وعین مدعا وغرض ٹھیرادیا پہر جب کوئی حدیث خلاف قول امام کے سامنے آئی تو اُس حب نے بر طبق حبک للشی* یعمی ویصم انکی آنکھہ بند کرلی۔ اور جہان کہین آیت قرآن خلاف مذہب امام دکھائی دے وہان غرض انکی علم وفہم مین آڑ ہوگئی چنانچہ نمبر اول مین گذرا ہی۔ چون غرض آمد الخ۔ ویسا ہی کسی اور نے کہا ہے ؎ بدوزد ہوا دیدۂ ہوشمند

جب انکی آنکھہ حق سے بند ہوگئی اور علم وفہم کے آگے ایک آڑ کھری ہوگئی تو انکو یہ وساوس پیش آئے

(۱) اگر فلان حدیث صحیح ہوتی تو امام ابوحنیفہ

* جو چیز تیری محبوب ہوتی ہے اسکے محبت تجھے اندھا وبہرا کردیتی ہے ۱۲

ضرور اسکے قائل ہوتے۔

(۲) فلانی آیت کے معنی ظاہری مراد ہوتی تو ہمارے امام صاحب اسکا خلاف نکرتے

(۳) جس نے حدیث مخالف قول امام قبول کرلی۔ اُسنے امام کی بے ادبی کی اور اپنے علم وفہم کو امام پر ترجیح دی

(۴) ہم مین کہان طاقت ہے کہ امام کے سوائے حق کو پہچانین اور انکے خطا پکڑین ؎

خطاء بزرگان گرفتن خطاست

ابن وساوس نے انکو ردّ حدیث پر آمادہ کیا۔ اور وضع اصول رد کار استہ نکال دیا۔ پھر اسکو حمائت دین سوجھایا۔ اور مصداق ان اردنا الا احسانا وتوفیقا کا بنایا۔

ولیکن نفس الامر مین وہ ان خیالات ردّ وسوء کے سبب مخالفت دین ہی بری نہین ہوسکتے اور امام کی طرح معذور نہین سمجھی جاتے۔ بلکہ وہ سراسر مخالف دین ہین اور انکا یہ مسلک مسلک سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے (جنکے وہ مقلد ہین) مخالف ہے۔

ثبوت اس امر کا ہماری اسی تحریر مین موجود ہے اور کچھ بیان اسکا نمبر اول جلد دوم مین اشاعۃ السنۃ کے گذرا۔ اور اس سے پہلے ضمیمجات ۱۸۸۶ء مین خصوصاً نمبر (۱۰) (۱۱) (۱۳) مین بھی ہوچکا۔ اور تفسیر کبیر وتفسیر نیشاپوری مین انکے اس مسلک کو مسلک یہود ونصاریٰ قرار دیا ہے۔ چنانچہ **نیشاپوری** مین بذیل آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم کے بعد نقل حدیث مرفوع کے (جسمین یہود ونصاریٰ کے طریق کا بیان ہے کہا ہے۔

قال الربیع قلت لابی العالیہ کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل فقال انھم وجدوا فی کتاب اللہ ما یخالف قول الاحبار والرھبان فکانوا یاخذون باقوالھم وما کانوا یقبلون حکم اللہ

قال الامام فخر الدین الرازی رح قد شاھدت جماعۃ من مقلدۃ الفقھا قرءت علیھم ایات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک الایات مخالفۃ لمذھبھم فیھا فلم یقبلوا تلک الایات ولم یلتفتوا الیھا

* نمبر ۲ جلد ۲ کے صفحہ ۵۴ پر جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نمبر ۲ جلد ۲ کے صفحہ ۵۴ پر ہے۔

وکانوا ینظرون الی کا متعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواھر تلک الآیات مع ان الروایۃ عن سلفنا وردت بخلافھا ولو تاملت حق التامل وجدت ھذا الداء ساریا فی عرق اکثرین - انتھی مافی النیسابوری وھکذا فی التفسیر الکبیر - ونحوہ فی حجۃ اللہ البالغۃ والتفسیر المظھری وغیرھا -

ترجمہ ربیع نے کہا مینے ابو العالیہ (تابعی جلیل الشان) سے پوچھا - بنی اسرائیل میز مولویون اور درویشونکو پوچنا کیونکر تھا - انہون نے فرمایا - وہ لوگ جو کبھی اللہ کی کتاب (توریت وانجیل) مین اقوال درویشون وعلماء کا خلاف پاتے تو انہین اقوال کو عمل مین لاتے - اور حکم الہی کو قبول نکرتے

امام رازی نے کہا مینے ایک جماعت مقلدین فقہاء کو ایسا ہی پایا - مینے انپر بہت سی آیات قرآن (جو انکے مذہب کے مخالف تھین) پڑہین تو انہون نے قبول نکین اور میری طرف متعجب ہوکر دیکھنے لگے - یعنی اسپر تعجب کیا کہ ان آیات کے ظاہری معنی پر عمل کیونکر ہو سکتا ہے - باوجودیکہ ہمارے ائمہ مذہب سے ان آیات کے خلاف روایات وارد ہین -

اور اگر تو ٹھیک سوچے تو اس مرض کو (جو یہود و نصاریٰ مین تھا) مقلدون کی رگون مین گہسا ہوا پاوے - مضمون **نیشاپوری** کا تمام ہوا اور ایسا ہی **تفسیر کبیر** مین ہے - اور اسیطرح **حجۃ اللہ البالغہ** - و **تفسیر مظہری** مین بپاس تقلید ائمہ رد حدیث کو شیوہ یہود و نصاریٰ ٹہرایا ہے

النصح والاعذار الی بعض الاخیار

ہمارے بعض معاصرین حنفیہ (جنکو مجھ سے رابطہ و داد ہے اور مجکو اُن سے اتحاد و حسن اعتقاد) شائد میرے اس بیان کو بحق حنفیہ سوءِ ظنی بیجا سمجھین اور اسکے مخالفت کا تحریراً یا تقریراً ارادہ کرین چنانچہ پہلے اس سے **نواب صاحب** امیر بہوپال نے **اتحاف النبلاء**

مین اسکا عشر عشیر شیخ ابن الہمام کی نسبت
کہا تو انکو برا معلوم ہوا - اور اسکا خلاف
انکی قلم و زبان سے نکلا - سو اگر ایسا ہی
میرے بیان کی نسبت خیال پیدا ہو اور
اسمین کچھ لکھنی لکھانے کا ارادہ ہو تو حسبۃ للہ
میری دو باتونکو مد نظر رکھین

پہلی بات یہ کہ مدار بحث و کلام فقط
دو امر کو (جو بمنزلہ اصول ہین) ٹہیراوین
انکے سوائے اور جزئیات و تمثیلات کی بحث
مین خامہ فرسائی نکرین فان المناقشۃ
فی المثال لا یلیق بشان المحصلین

امر اول یہ کہ وضع اصول (جنمین
ہمکو کلام ہی) قبل فروع ہوا ہے - اور امام
ابو حنیفہ وغیرہ متقدمین سے سرزد - نہ یہ
کہ فروعات کو تو پہلے امام نے قائم کیا -
اور انکے اصول کو مقلدین نے پیچھے کر جمایا

امر دوم یہ کہ اصول قائم کرنیوالے
اپنی جملہ اصول کے ہر جگہہ پابند ہین نہ یہ
کہ ایک جگہہ بعض اصول کی پابندی کرتے
ہین تو دس جگہہ اسکو بالائے طاق رکھدیتے
ہین

دوسری بات یہ کہ جو کچھ لکھین وہ قبل
طبع اشتہار میری پاس بہیجوا دین - پس اگر مین
اسکو صحیح پاؤنگا تو بسر و چشم قبول کرونگا
اور اپنی خیال و مقال سے اپنا رجوع خود مشتہر
کر دونگا اور اگر اسمین کچھ خلل پاؤنگا - تو اسپر
مخاطب کو اسیطرح مطلع کرونگا - پہر انکو اختیار ہی چاہین
اسیطرح سلسلہ جاری رکھین چاہین اسکی شہرت و طبع عمل مین لاوین
ہم تو ہر طرح حاضر ہین اور یہ شعر ورد زبان رکھتی ہین

فمن لی بالخطا فارد عنہ
ومن لی بالقبول ولو بحرف

ولیکن مصلحت دامن اسی خاص طریق مین دیکھتی ہین
آئندہ انکو اختیار ہی ؎ ہر کسی مصلحت خویش نکو
میداند - صفحہ (۱۱) سے یہانتک
فقرہ پنجم جناب کے جواب مین کلام ہے
جسکے اتمام سے دفعہ سوم کا اختتام ہے

باقی آئندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.